

مثنوی مولوی معنویؒ

کی جامع اور لا جواب اردو شرح

کلید مثنوی

مفتی محمد امجد علی شاہ مجددی شریف علی ستیخانویؒ

مفتی الشیخ مرقومہ

ادارۃ ایفالت شرفیہ

پاک فوریہ نمک پختون

0051 540513 519240



اس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اس نے اس کو انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو پہنا دیتی تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ نہ سمجھی باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے اس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے لگی کہ اے میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا: ناقص ملعون ہے یعنی ہر کوتاہ نظر اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابل رحم ہیں نہ کہ ملعون اللہ تعالیٰ کے قول نے ”نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ اور نہ مریض پر گناہ“ گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

ایک کینزک زرخرے بر خود گزند	از وفور شہوت و فرط گزند
ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا	شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے
آں زرخر را بگاں خو کردہ بود	خر جماع آدمی پے بردہ بود
اس ز گدھے کو جماع کی عادت ڈال دی تھی	گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا
ایک کدوی بود حیلست سازہ را	در نزش کردہ پے اندازہ را
(اس) حیل ساز (باندی) کے پاس ایک کدو تھا	جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اس کے ذکر میں پہنایا تھا
در قضیبش آں کدو کردے عجوز	تار و دینیم ذکر وقت سپوز
بڑھیا اس کے ذکر میں کدو پہنا دیتی	تاکہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے
گر ہمہ کیر خر اندر وے رود	آں رحم و آں رود ہا ویراں شود
اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے	تو رحم اور امتزیاں تباہ ہو جائیں
خر ہی شد لاغر و خاتون او	ماندہ عاجز کز چہ شد ایں خر چومو
گدھا دبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالکہ	حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہو گیا
نعلبند اں را نمود آں خر کہ چہست	علت او کہ نتیجہ اش لاغریست
اس نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھایا کہ کیا ہے؟	اس کی بیماری جس کا نتیجہ دبلا پن ہے
پہچ علت اندر و ظاہر نشد	پہچ کس از سر آں منجر نشد
اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی	اس کے راز سے کوئی شخص باخبر نہ ہوا
در تفحص اندر افتاد او بجد	شد تفحص را داماد مستعد
وہ کوشش سے جستجو میں لگ گئی	اور جستجو کے لئے پے در پے مستعد ہو گئی

جد راباید کہ جاں بندہ بود	زانکہ جد جویندہ یا بندہ بود
جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہئے	کیونکہ جتو کرنے والے کی کوشش پانے والی بن جاتی ہے
چوں تخلص کرد از حال اشک	دید خفته زیر آں خر نرگسک
جب اس نے گدھے کے حال کی جتو کی	اس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا
چوں تخلص کرد از احوال خر	آں کنیزک بود زیرو خر زبر
جب اس نے گدھے کے احوال کی جتو کی	تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر
از شکاف در بدید آں حال را	پس عجب آمد ازاں آں زال را
اس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا	تو وہ اس بوڑھی کو پسند آ گیا
خرہمی گاید کنیزک را چنان	کہ بعقل و رسم مرداں بازنان
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے	جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم اور عقل کے مطابق ہے
در حسد شد گفت چوں ایں ممکن ست	پس من اولی تر کہ خر ملک من ست
وہ حسد میں مبتلا ہوگئی، بولی جب یہ ممکن ہے	تو میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے
خر مہذب گشتہ و آموختہ	خواں نہاد است و چراغ افروختہ
گدھا مہذب اور سدھا ہوا	دتر خوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے
کرد نادیدہ در خانہ بکوفت	کارے کنیزک چند خواہی خانہ روفت
اس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا	کہ اے باندی! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی
از پئے روپوش میگفت ایں سخن	کارے کنیزک آدم در باز کن
انجان پن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی	اے باندی! دروازہ کھول میں آ رہی ہوں
کرد خاموش و کنیزک را غلفت	راز را از بہر طمع خود نہفت
چپ رہی اور باندی سے نہ کہا	راز اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے
پس کنیزک جملہ آلات فساد	کرد پنہاں پیش شد در را کشاد
باندی نے خرابی کے سب سامان	چھپا دیئے آگے بوئی دروازہ کھول دیا
روترش کرد و دو دیدہ پر زخم	لب فرواگفندہ یعنی صائم
اس نے منہ بنایا اور دو آنکھیں آنسوؤں سے پر	ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

در کف او نرمہ جاروبے کہ من	خانہ را می روتم بہر عطن
اس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں	اصطبل کی کٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی
چونکہ با جاروب در را او کشاد	گفت خاتون زیر لب کاے اوستاد
جب اس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا	بی بی نے منہ ہی منہ میں کہا اے استاد!
روترش کردی و جاروبے بکف	چست این خر برگستہ از علف
تو نے منہ بنایا اور جھاڑو ہاتھ میں	یہ گلہا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے؟
نیم کارہ و خشکیں جنباں ذکر	ز انتظار تو دو چشمش سوئے در
آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں ذکر کو ہلانے والا	تیرے انتظار میں اس کی دونوں آنکھیں دروازہ کی جانب ہیں
زیر لب گفت این نہاں کرد از کنیز	داشتش آں دم چوبے جرماں عزیز
منہ ہی منہ میں کہا اس کو باندگی سے چھپایا	اس وقت اس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا
بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر	رو فلاں خانہ زمن پیغام بر
اس کے بعد اس سے کہا سر پر چادر ڈال	فلانے گھر جا میرا پیغام لے جا
اتپنجیں گووآں چینیں گووآں چناں	مختصر کردم من افسانہ زناں
ایسا کہہ اور دیا کہہ	میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا
آں چہ مقصودست مغز آں بگیہ	چوں براہش کرد آں زائے سیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے	جب اس پردہ نشین بوڑھی نے اس کو روانہ کر دیا
چوں بدر کردش ز حلیت زان مکاں	در فرو بست و بخلوت شادماں
جب اس کو تدبیر سے اس مکان سے باہر نکال دیا	دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی
بود از مستی شہوت شادماں	در فرو بست وہمی گفت آں زماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی	دروازہ بند کر دیا اور اس وقت کہہ رہی تھی
یا تم خلوت ز من از شکر بانگ	رستہ ام از چار دانگ و از دو دانگ
میں نے تنہائی پا لی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں	چار دہری اور دو دہری سے مجھے نجات مل گئی ہے
از طرب گشتہ بز ان زن ہزار	در شرار شہوت خر بیقرار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار گنا ہو گئی	وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت اور ابر گرفت	بز گرفتن گنج را نبود شگفت
کیسی شہوت! اس شہوت نے اس کو الو بنا دیا	احق کو الو بنا دینا تعجب خیر نہیں ہے
میل و شہوت کر کند دل را و کور	تا نماید گرگ یوسف نار نور
خواہش اور شہوت! دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے	یہاں تک کہ بھیڑیا یوسف اور آگ نور نظر آتے ہیں
اے بسا سرمست نار و نار جو	خویشتن را نور مطلق داند او
بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے جویاں	وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں
جز مگر بندہ خدا کز جذب حق	وارہش آرد بگرد اند ورق
سوائے اس مرد خدا کے جذبہ کے ذریعہ اللہ (تعالیٰ)	اس کو راستہ پر لے آئے ورق پلٹ دے
تا بد اندکاں خیال ناریہ	در طریقت نیست الا عاریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال	طریقت میں عارضی ہی ہیں
زشتہ را خواب بنماید شرہ	نیست از شہوت بتر آفات رہ
حاصل برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے	راہ (طریقت) کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بتر کوئی نہیں ہے
صد ہزاراں نام خوش را کردہ ننگ	صد ہزاراں زیر کا نرا کردہ دنگ
لاکھوں نیک ناموں کو اس نے بدنام کر دیا	لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا
چوں خرے را یوسف مصری نمود	یوسف را چوں نماید آل جہود
جبکہ اس نے گدھے کو مصری یوسف کر کے دکھا دیا	وہ یہودی یوسف کو کیسا دکھائے گا؟
بر تو سرگیں را فسوش شہد کرد	شہد را خود چوں کند وقت نبرد
اس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کر دیا	معرکہ وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا؟
شہوت از خوردن بود کم کن زخور	یا نکاح کن گریزاں شوز شر
شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے کھانے کو کم کر دے	یا نکاح کر لئے شر سے بچ جا
چوں بخوردی میکشد سوی حرم	دخل را خر بے باید لا جرم
جب تو نے کھایا وہ تجھے زانخانہ کی جانب کھینچے گا	لا محالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے
پس نکاح آمد چو لاحول و ولا	تاکہ دیوت نفلند اندر بلا
تو نکاح لاحول و لا قوۃ کی طرح ہے	تاکہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

چوں حریص خوردنی زن خواه زود	ورنہ آمد گریبہ و دنبہ ربود
جبکہ تو کھانے کا حریص ہے جلد نکاح کر لے	ورنہ بی آئی اور پکدی لے گئی
بار سنگیں بر خرے کاں میچد	زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد
جو گدھا کود رہا ہے بھاری بوجھ	جلد رکھ دے اس سے پہلے کہ وہ پھینکے
فعل آتش را نمی دانی تو سرد	گرد آتش با چنیں دانش مگرد
آگ کے کام کو تو ٹھنڈا نہ سمجھے	ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد چکر نہ کاٹ
علم دیگ و آتش ارنبود ترا	از سر رنے دیگ ماند نے ابا
اگر تجھے دیگ اور آگ کا ہنر حاصل نہیں ہے	چنگاریوں سے نہ ریگ رہے گی نہ شوربا
آب حاضر باید و فرہنگ نیز	تا پرد آں دیگ سالم در ازیز
پانی موجود رہے اور عقل بھی	تاکہ بال میں دیگ سالم پک جائے
چوں ندانی دانش آہنگری	ریش و موسوزد چو آنجا بگذری
جبکہ تو لوہار پن کا ہنر نہیں جانتا ہے	جب تو وہاں سے گزرے گا داڑھی اور بال جل جائیں گے
درفرو بست آں زن و خرا کشید	شادمانہ لاجرم کیفر چشید
اس نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو کھینچا	خوشی سے لاجالہ بد انجام چکھا
درمیان خانہ آوردش کشاں	خفت اندر زیر آں نر خرستاں
اس کو کھینچتی ہوئی گھر کے بیچ میں لائی	اس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی
ہم بر آں کرسی کہ دید او از کینر	تارسد در کام خود آں قتبہ نیز
اسی چوکی پر جو اس نے باندی کی دیکھی تھی	تاکہ وہ رٹتی بھی اپنا مقصد حاصل کر لے
پا بر آرد و خرا ندر وے سپوخت	آتشی از کیر خر دروے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اس کے اندر گھسا دیا	اس میں گدھے کے ذکر سے آگ لگ گئی
خر مؤدب گشتہ در خاتون فشرد	تابخایہ در زماں خاتون بمرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا	خیرے تک بی بی فوراً مر گئی
برد رید از زخم کیر خر جگر	رود ہا بکستہ شد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا	اتریاں ایک دوسرے سے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسوزن از یکسو فتاد	دم نزد در حال و آں زن جاں بداد
تخت ایک طرف عورت ایک طرف گر گئی	اس حالت میں سانس نہ لیا اور اس عورت نے جان دیدی
صحن خانہ پر زخوں شد زن گلوں	مرد او و برد جاں ریب الملوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا عورت اوندھی ہو گئی	وہ مر گئی ' حوادث زمانہ اس کی جان لے گئے
مرگ بد با صد فضیحت اے پدر	تو شہیدے دیدہ از کیر خر
اے باو! سو رسوائیوں کے ساتھ بری موت	تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے؟
تو عذاب الخزی بشنو از بنے	در چنین ننگے مکن جاں رافدے
تو قرآن سے رسوائی کا عذاب سن لے	ایسی رسوائی میں جان قربان نہ کر
دانکہ ایں نفس بہیمی نر خرست	زیر او بودن از اں تنگیں ترست
جان لے یہ حیوانی نفس گدھا ہے	اس کے نیچے ہوتا اس سے (بھی) زیادہ عیب دار ہے
در رہ نفس از بمردی در منی	تو حقیقت داں کہ مثل آں زنی
اگر تو خودی نفس کی راہ میں مر گیا	تو سمجھ لے کہ تو اس عورت کی طرح ہے
نفس مارا صورت خر بدہد او	زانکہ صورتہا کند بر وفق خو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کر دے گا	کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دے گا
ایں بود اظہار سر در رستخیز	اللہ اللہ از تن چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہوگا	خدا کے لئے گدھے جیسے جسم سے بھاگ
کافراں را بیم کرد ایزد ز نار	کافراں گفتند نار اولی ز عار
اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا	کافروں نے کہا ' ذلت سے آگ بہتر ہے
گفت نے آں نار اصل عار ہاست	ہمچو آں نارے کہ آں زن را باکاست
(اس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے	اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا
لقمہ اندازہ نخورد از حرص خود	در گلو بگرفت لقمہ مرگ بد
اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا	بری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا
لقمہ اندازہ خور اے مرد حریص	گرچہ باشد لقمہ حلوا و خبیص
اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا	اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں را زباں	ہیں ز قرآن سورہ رحمن بخواں
اللہ تعالیٰ نے ترانوہ کو زبان عطا کی ہے	آگاہ قرآن میں سے سورہ رحمن پڑھ لے
ہیں ز حرص خویش میزاں را مہل	آز و حرص آمد ترا خصم و مضل
خبردار! اپنے لالچ میں ترانوہ کو نہ چھوڑ	تنہا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنے والے ہیں
حرص جوید کل بر آید اوز کل	حرص میرست اے فجل ابن الجبل
حرص کل چاہتی ہے کل سے محروم رہتی ہے	حرص حاکم ہے اے نامرد نامرد کے بیٹے
آں کنیزک میشد و میگفت آہ	کردی اے خاتون تو استارا براہ
وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی ہاے	اے بی بی! تو نے استاد کو روانہ کر دیا
کار بے استاد خواہی ساختن	جاہلا نہ جاں بخواہی باختن
تو نے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا	جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا
اے زمن در دیدہ علم ناتمام	تنکت آمد کہ پرسی حال دام
اے! تو نے میرا ناقص علم چلایا	تجھے اس سے شرم آئی کہ جاں کا حال معلوم کر لے
تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش	ہم نیفتادے رسن در گردنش
جبکہ اس کے کھلیان سے پرندہ دانہ نہ چگتا	اس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑی
دانہ کمتر خور مکن چندیں رفو	چو گلوا خواندی بخواں لا تسرفوا
دانہ بہت کم کھا اس قدر رفو نہ کر	جبکہ تو نے "کھاؤ" پڑھ لیا "زیادتی نہ کرؤ" پڑھ لے
تا خوری دانہ نیفتی تو بدام	ایں کند علم و قناعت والسلام
تاکہ تو دانہ چک لے (اور) جال میں نہ پھنسے	یہ علم اور قناعت کرتا ہے والسلام
نعمت از دنیا خورد عاقل نہ غم	جاہلاں محروم ماندہ در ندم
عقل مند دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم	جاہل ندامت سے محروم رہتے ہیں
چوں در افتد در گلو شاں جبل دام	دانہ خوردن گشت بر جملہ حرام
جب ان کے گلے میں جال کی رسی پھنستی ہے	سب پر دانہ چگتا حرام ہو جاتا ہے
مرغ اندر دام دانہ کے خورد	دانہ چوں زہرست در دام ارچرد
پرندہ جال میں سے دانہ کب چگتا ہے؟	جال میں سے اگر دانے چگے وہ زہر جیسا ہے



مرغ غافل میخورد دانه زدام	ہمچو اندر دام دنیا ایں عوام
غافل پرند جال میں سے دانه چکنا ہے	جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے
باز مرغان خبیر ہوش مند	کرده انداز دانه خود را خشک بند
پھر باخبر ہوشمند پرندوں نے	اپنے آپ کو دانه سے روک دیا ہے
کاندرون دام و دانه زہر ہاست	کو آں مرغے کہ درخ دانه خواست
کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں	وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانه چاہا
صاحب دام ابلہاں را سر برید	واں ظریفان را بہ مجلسہا کشید
جال والے نے بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا	اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا
کہ ازانہا گوشت می آید بکار	وز ظریفان بانگ و نالہ زیر و زار
کیونکہ ان کا گوشت کارآمد ہے	اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونائے ترم اور گریہ
پس کنیزک آمد از اشکاف در	دید خاتون را بمرده زیر خر
تو باندی نے دروازے کی درز سے	بی بی کو گدھے کے نیچے مردہ دیکھا
گفت اے خاتون احمق اینچہ بود	گر ترا استاد خود نقشہ نمود
اس نے کہا اے بیوقوف بی بی! یہ کیا تھا؟	اگر استاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا
ظاہرش دیدی سرش از تو نہاں	اوستانا گشتہ بکشادی دکان
تو نے اس کا ظاہر دیکھ لیا اس کا راز تجھ سے پوشیدہ رہا	استاد بنے بغیر تو نے دکان کھول دی
کیر دیدی ہمچو شہد و چوں خمیس	آں کدو را چوں ندیدی اے حریص
تو نے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا	اے حریص! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا؟
یا چو مستغرق شدی در عشق خر	آں کدو پنہاں بماندت از نظر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی	وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا
ظاہر صنعت بدیدی ز استاد	اوستادی بر گرفتی شاد شاد
تو نے استاد کی ظاہری کاریگری دیکھی	تو نے خوش خوشی استادی اختیار کر لی
اے بسا زراق گول بیوقوف	از رہ مرداں ندیدہ غیر صوف
بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے	سوائے ان کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا

اے بسا شوخاں زانک احترام	از شہاں ناموختہ جز گفت و لاف
بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر سے	انہوں نے شاہوں سے سوائے ہاتھوں اور تختی کے کچھ حاصل نہ کیا
ہر یکے در کف عصا کہ موسیٰ	می دمدا بر ابلہاں کہ عیسیٰ
ہر ایک کے ہاتھ میں لٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں	بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں
آہ ازاں روزے کہ صدق صادقان	باز خواہد از تو سنگ امتحان
ہائے وہ دن کہ بچوں کی سچائی	امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی
آخر از استاد باقی را پرس	کہ حریصاں جملہ کورانند و خرس
آخر باقی (ہنر) استاد سے پوچھ لے	کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں
جملہ جستی باز ماندی از ہمہ	صید گرگاں اند ایں ابلہ رمہ
تو نے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا	یہ بیوقوف گلہ بھڑیوں کا شکار ہے
صورتے بشنیدی گشتی ترجمان	بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں
تو نے تھوڑی سی بات سنی ' ترجمان بن گیا	طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

## شرح صلیبی

ایک لونڈی نے غلبہ شہوت اور اس کی تکلیف کی زیادتی کے سبب اپنے اوپر گدھا ڈالا۔ اس سے پیشتر وہ اس کو جماع کا عادی کر چکی تھی اور وہ گدھا آدمی کی سی جنمٹی سیکھ گیا تھا۔ اس ہوشیار لونڈی کے پاس ایک کدو تھا۔ اس کو اس نے گدھے کے عضو تناسل میں اندازہ کے لئے پہنایا تھا۔ یعنی اس بڑھیا نے اس کدو کو اس کے عضو مخصوص میں اس لئے پہنایا تھا تا کہ دخول کے وقت آدھا اندر جائے سارا نہ جاسکے۔ اس لئے کہ وہ جانتی تھی کہ اگر تمام اندر چلا گیا تو رحم اور آنتوں سب کا ستیاناس ہو جائے گا چونکہ وہ لونڈی اس سے ہمیشہ یہ کام لیا کرتی تھی اس لئے وہ گدھا دبلا ہوتا جاتا تھا اور گدھے کے مالک بی بی پریشان تھی اور سوچتی تھی کہ یہ گدھا اتنا دبلا کیوں ہو گیا۔ اس نے نعل بندوں کو بھی دکھلایا اور پوچھا کہ اسے کیا مرض ہے جو یہ یوں دبلا ہوتا جاتا ہے۔ مگر کسی کو بیماری کا پتہ نہ چلا اور کسی نے اس کا راز نہ بتلایا۔ بالآخر وہ نہایت کوشش کے ساتھ اس کی تفتیش میں مصروف ہوئی اور تحقیق کے لئے پورے طور پر تیار ہوئی۔ آدمی کو چاہئے کہ جان سے کوشش کا غلام ہو جائے کیونکہ جو کوشش سے کسی شے کو طلب کرتا ہے وہ بالآخر اسے پالیتا ہے۔ چنانچہ جب اس بی بی نے پوری کوشش سے اپنے گدھے کے حال کی تفتیش کی تو بالآخر اسے اس کا راز معلوم ہو گیا اور اس نے دیکھا کہ لونڈی اس کے نیچے پڑی ہے اور جب کہ اس نے اپنے گدھے کے حال کو تحقیق کیا تو اس نے دیکھا کہ لونڈی نیچے ہے اور گدھا اوپر۔

اس حالت کو اس نے کواڑ کی درز سے دیکھا تھا۔ اس بڑھیا کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا کہ گدھا لونڈی سے یوں جماع کر رہا ہے جیسے مرد عورتوں کے ساتھ عقل اور قاعدہ کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ نیز اس کو رشک ہوا اور اس نے سوچا کہ جب ایسا ہو سکتا ہے تو میں اس کی زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے۔ نیز گدھا بھی سدھایا ہوا اور سکھایا ہوا ہے اس لئے کوئی دشواری ہی نہیں ہے۔

غرض کہ خان رکھا ہوا ہے اور چراغ روشن ہے یعنی سامان سب موجود ہے پھر کیوں محروم رہوں۔ یہ خیال کر کے اس نے اپنے کو ایسا بنالیا جیسا کہ دیکھا ہی نہیں اور دروازہ پر تھکی دی اور کہا کہ اری باندی آخر کب تک جھاڑو دے گی اب تک دے نہیں چکی۔ اور وہ جو یہ کہتی تھی کہ کب تک جھاڑو دے گی میں آگئی اور دروازہ کھول۔ یہ محض واقعہ کو چھپانے کے لئے کہتی تھی ورنہ وہ جانتی ہی تھی کہ واقعہ کیا ہے۔ غرض کہ وہ چپ رہی اور لونڈی سے یہ واقعہ نہیں کہا اور اس راز کو اس نے اپنے طبع کیلئے چھپالیا اور تویہ ہوا اور لونڈی نے جب دیکھا کہ بی بی آگئی تو اس نے بد معاشی کا سارا سامان چھپا دیا اور دروازہ کھول دیا اور منہ بنالیا اور آنکھوں میں آنسو بھرائی اور ہونٹ نیچے لٹکا لیا اس نے اس کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں روزہ دار ہوں اور اس کے ہاتھ میں ایک نرم جھاڑو تھی۔ جس سے اس کو یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں گدھے کے تھان کی صفائی کے لئے گھر میں جھاڑو دے رہی تھی۔ پس جبکہ اس نے ہاتھ میں جھاڑو لئے دروازہ کھولا تو بی بی نے چپکے سے کہا کہ اری استاد تو نے بھی منہ بھی بنا لیا اور ہاتھ میں جھاڑو بھی لے لی۔ مگر یہ کیا بات ہے کہ گدھے نے چارہ چھوڑ دیا ہے اور نافرمانت یافتہ اور غصہ میں بھرا ہوا ہے اور عضو تناسل کو ہلار رہا ہے اور تیرے انتظار میں دروازہ کو تک رہا ہے۔ یہ اس نے آہستہ ہی سے کہا اور لونڈی کو مطلع نہیں کیا اور اس سے ویسے ہی پیار محبت کی باتیں کیں۔ جیسے بے قصوروں سے کرتے ہیں اس کے بعد کہا کہ اچھا سر پر دو پٹہ ڈال لے اور فلاں گھر میرا یہ پیغام لے جا وہاں جا کر یوں کہنا دوں کہنا۔ ایسا کہنا دیا کہنا۔

غرض اس نے بہت لمبا چوڑا کام بتا دیا۔ میں نے عورتوں کے قصہ کو مختصر کر دیا ہے اور بقدر مقصود بیان کر دیا ہے تم اس سے مغر لے لو اور پوست کو چھوڑ دو۔ خیر تو جب اس پردہ نشین بڑھیا نے اسے چلتا کر دیا اور جبکہ تدبیر سے اس کو اس مکان سے نکال دیا تو اس نے دروازہ بند کر لیا اور غلوت سے خوش ہوئی۔ چونکہ وہ مستی شہوت سے خوش تھی اس لئے اس نے دروازہ بند کر لیا اور یہ کہنے لگی اب مجھے خلوت مل گئی ہے اور اب میں شکر کا نعرہ لگاتی ہوں اور اب مجھے تمام عالم کی کچھ فکر نہیں ہے خوشی سے اس عورت کی شہوت ہزار گونہ بڑھ گئی تھی اور گدھے کی شہوت کے سبب بے قرار تھی۔ کیسی شہوت وہ شہوت جس نے اس کو پاگل بنا دیا تھا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ وہ پہلے ہی سے احمق تھی اور احمق کو پاگل بنالینا کون سی بڑی بات ہے۔ جس پر تعجب ہو پھر شہوت جیسی چیز کا کسی کو پاگل کر دینا تو اور بھی تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ یہ تو وہ بلا ہے کہ دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے۔ یہاں تک کہ بھیڑ یا یوسف معلوم ہونے لگتا ہے اور آگ نور معلوم ہونے لگتی ہے۔ چنانچہ ایسے بہت سے لوگ ہیں جو سر اسراگ ہیں اور آگ ہی کو ڈھونڈ رہی ہیں۔ یعنی خواہش نفس اور شہوت میں گرفتار ہیں مگر ان کو کچھ نہیں دکھلائی دیتا۔ اور وہ اپنے کو سر اسر نور سمجھتے یعنی اپنے کو اچھا جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جو کچھ کر رہے ہیں بہت اچھا کر رہے ہیں۔ کھانے کا شوق ہے خواہ بضرورت یا بلا ضرورت تو فوراً شادی کر ورنہ ملی آئے گی اور دنبہ اڑا لے جائے گی۔ یعنی تمہارا کام خراب ہو جائے گا۔

دیکھو جو گدھا اچھلتا کودتا ہوا اس پر اس سے پیشتر ہی بھاری بوجھ لاد دینا چاہئے کہ وہ اچھل کود کر کے بوجھ کو گرادے۔ یوں ہی شہوت کیسی نہایت خطرناک شے ہے اس کا پہلے ہی انتظام کر لینا چاہئے۔ خواہ یوں کہ کھانا کم کیا جائے یا یوں کہ شادی کر لی جائے لیکن اگر شادی کا انتظام نہ ہو سکے تو شہوت کے پاس ہی نہ پھٹکنا چاہئے اور کھانا کم کرنا چاہئے دیکھو اگر تم آگ کا کام نہیں جانتے تو بادو جو داس علم کے کہ میں آگ کا کام نہیں جانتا اس کے پاس نہ پھٹکنا چاہئے کیونکہ اگر تم ہانڈی چولہے کا کام قاعدہ نہیں جانتے ہو اور پھر ہانڈی چولہا کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آگ کے شعلے نہ ہانڈی کو چھوڑیں گے نہ سامان کو بلکہ سب کو تباہ کر دیں گے۔ ہانڈی چولہے کے کام کے لئے ضرورت ہے کہ پانی پاس موجود ہو اور علم و عقل بھی ہو تاکہ جس وقت آگ تیز ہو اور ہانڈی ابلنے لگے فوراً چھینا دے کر جوش کو دبا دیا جائے اور ہانڈی کھد کھد پکتی رہے اور پک کر صحیح و سالم اتر آئے۔ یوں ہی آتش شہوت کے لئے ضرورت ہے کہ اس کے جوش کو کم کرنے کا سامان یعنی بیوی موجود ہو تاکہ جس وقت شہوت غلبہ کرے فوراً جماع سے اس کے جوش کو کم کر دیا جائے۔ نیز اگر تم لوہاری کا پیشہ نہیں جانتے ہو تو اگر تم ایسی حالت میں آگ کے پاس جاؤ گے تو تمہاری ڈاڑھی اور بال جل جائیں گے ایسی حالت میں چاہئے کہ تم آگ سے الگ رہو۔ یہی حالت شہوت کی ہے کہ اگر تم اس کو قابو میں رکھنے پر قادر نہیں ہو تو اس سے الگ رہو۔

خیر یہ مضمون ارشادی تو ختم ہوا۔ اب سنو کہ اس عورت نے دروازہ بند کر لیا اور خوشی خوشی گدھے کو جماع کے لئے کھینچا۔ جس کا اس نے خمیازہ بھگتا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ وہ اس کی رسی پکڑ کر گھر میں لائی اور اس کے نیچے اسی کرسی پر چت لیٹ گئی۔ جس پر اس نے لونڈی کو لیٹے دیکھا تھا تاکہ وہ بیوہ بھی اپنا مقصد حاصل کرے اور چت لیٹ کر ٹانگیں اٹھا دیں۔ اس پر گدھے نے اس کے اندر دخول کر دیا اس کا دخول کرنا تھا کہ اس کے اندر آگ لگ گئی۔ گدھے نے ذرا جھک کر خسیوں تک بی بی کے اندر اتار دیا اور وہ بی بی فوراً مر گئی۔ گدھے کے عضو تناسل کے صدمہ سے اس کا کلیجہ پھٹ گیا اور آنتیں الگ الگ ہو گئیں۔ کرسی الگ گئی عورت الگ گری۔

غرض کہ عورت نے دم ہی نہ لیا اور فوراً جان دیدی گھر کا صحن خون سے لال ہو گیا عورت الٹی ہو گئی اور مر گئی۔ اور موت کی سختی اس کی جان لے گئی۔ غرض کہ بڑی رسوائی کی موت ہوئی۔ کیونکہ آج تک نہیں سنا گیا کہ کوئی گدھے کے ذکر سے مرہو ہو۔

اچھا بتلاؤ کیا تم نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو گدھے کے ذکر سے شہید ہوا ہو۔ ہرگز نہیں۔ اس مضمون کو یہاں تک پہنچا کر مولانا پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم اس عورت کی حالت سے عبرت پکڑو اور سمجھو کہ حق سبحانہ اپنے نافرمانوں کو رسوائی کا عذاب دیتے ہیں جو کہ نہایت سخت ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ فارسنا علیہم ربحاً صر صراً فی ایام نحسات لنذیقہم عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا ولعذاب الاخرۃ اخزی و ہم لاینصرون پس تم ایسی شرمناک حالت میں جان نہ دو۔ یعنی معصیت سے بچو تاکہ تم ایسی شرمناک حالت میں جان دینے سے محفوظ رہو۔ دیکھو نفس شہوانی ایک گدھا ہے اس کے نیچے آ جانا اور اس کا مغلوب ہو جانا خرمعروف کے نیچے آنے سے زیادہ شرمناک بات ہے کیونکہ گدھے کے نیچے پڑنے میں عار کا منشا انسان کی شرافت اور گدھے کی خست و دنائت ہے اور خست و دنائت نفس میں گدھے سے زیادہ ہے کیونکہ گدھے کی خست اور دنائت کی جو وجہ بھی بتائی جائے گی وہ نفس میں بدرجہ اکمل موجود ہوگی۔ پس نفس گدھے سے زیادہ اخس و اذل ہوگا اور اس کے نیچے پڑنا زیادہ موجب شرم ہوگا۔ پس



اگر تم خودی کے سبب نفس کے لئے جان دیدو کہ سمجھو کہ فی الحقیقت تم اس عورت کی مثل ہو۔

دیکھو قیامت میں نفس کو گدھے کی صورت میں محسوس کیا جائے گا کیونکہ وہاں صورتیں خصائل کے موافق عطا کی جائیں گی اور نفس خصائل میں گدھے سے زیادہ ملتا ہے اس لئے اس کا حشر گدھے کی صورت میں ہوگا یہ معنی میں قیامت میں اظہارِ بواطن کے پس خدا کے لئے اور پھر خدا کے لئے اس گدھے کے مانند نفس سے بھاگو اور اس کے نیچے نہ آؤ اور اس سے مغلوب نہ ہو کیونکہ ہم بتلا چکے ہیں کہ یہ نہایت شرم کی بات ہے اور عار ایسی بری چیز ہے کہ کفار نے عار کو نار پر ترجیح دی تھی۔

چنانچہ جب حق سبحانہ نے ان کو آگ کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا کہ اختر النار علی العار یعنی ہم ننگ کے مقابلہ میں آگ کو قبول کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں حق سبحانہ نے فرمایا کہ عار سے بچنے کے لئے آتش دوزخ کو اختیار کرنا تمہاری غلطی۔ کیونکہ اس کی رسوائی تمام رسوائیوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ وللعذاب الاخرة اخزى بس یہ ننگ ہے بچنا۔ بلکہ چھوٹے ننگ سے بچ کر بڑی کو اختیار کرنا ہے۔

اب مولانا فرماتے ہیں کہ آتش دوزخ یوں ہی تمام عاروں سے بڑھ کر جیسے وہ آتش شہوت جس نے اس عورت کا خاتمہ کر دیا۔ پس تم نفس کی ماتحتی کی عار اور آتش دوزخ کی رسوائی دونوں کو کیوں گوارا کرتے ہیں۔

اس مضمون ارشادی کو ختم کر کے مولانا پھر قصہ خاتون کی طرف عود فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے حرص سے کام لیا اور اپنے حرص کے سبب لقمہ اندازہ کے موافق نہ کھایا۔ لہذا وہ لقمہ گلے میں اٹک گیا اور سب مرگ گیا۔ اس کے بعد پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حریص لوگو تم بھی لقمہ اندازہ کے موافق کھاؤ خواہ وہ لقمہ حلو ہی کیوں نہ ہو۔ یعنی قضائے شہوات استیفاء لذات قانون شرعی کے موافق کرو اور اس طرح نہ کرو کہ وہ تمہارے لئے مضر ہو۔ تم قرآن میں سورہ رحمن پڑھو اور اس میں دیکھو کہ حق سبحانہ فرماتے ہیں ووضع المیزان الاتطغوا فی المیزان یعنی حق سبحانہ نے ترازو قائم کی ہے جو تم کو ایک شے کی حد اور اس کا اندازہ بتاتی ہے تاکہ تم اندازہ میں حد سے نہ بڑھ جاؤ اور وہ میزان قانون شریعت ہے۔ پس تم اپنے حرص سے اس میزان کو نہ چھوڑو اور حرص سے کام نہ لو کیونکہ حرص تمہاری دشمن اور گمراہ کنندہ ہے حرص تو کل چاہتی ہے مگر اس کے ہاتھ سے کل نکل جاتا ہے اور کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا۔ پس تم اسے چھوڑو کیونکہ یہ ام الذمائم اور اس الخطیات ہے۔

اس کے بعد پھر اصلی قصہ کی طرف عود کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ لونڈی خاتون سے رخصت ہو رہی تھی اور بزبان حال کہہ رہی تھی کہ اے خاتون تو نے غضب کیا کہ استاد کو روانہ کر دیا تو بدوں استاد کے کام کرے گی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حماقت سے جان کھودے گی۔ اے وہ خاتون جس نے مجھ سے علم نام تمام اڑا لیا ہے تجھے عار آئی کہ اس پھندے کا حال مجھ سے تحقیق کرے۔ اچھا اس کا نتیجہ دیکھنا۔

یہاں سے پھر مولانا مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جب تک جانور دانہ کے خرمن سے دانہ نہیں چٹا اس وقت تک اس کے گلے میں رسی بھی نہیں پڑتی۔ اس لئے اس کی ہلاکت کا باعث اس کی بے احتیاطی ہوتی ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ تم غذا کو چھوڑ دو اور اس قدر اصلاح جسم کی فکر نہ کرو۔ یہ مانا کہ قرآن میں حکم کلام موجود ہے مگر اس میں لاتسرفو ابھی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ اندازہ کو ملحوظ رکھو اور حد سے نہ

برہو۔ اور احتیاط کو مد نظر رکھو اور بے احتیاطی نہ کرو۔ تاکہ تم دانہ بھی کھاؤ اور جال میں بھی نہ پھنسو۔ یعنی تم کو غذا بھی مل جائے اور تم اس کی مضرت سے بھی محفوظ رہو۔ اور یہ بات دو چیزوں سے حاصل ہو سکتی ہے اول علم مضار دوم قناعت۔ پس اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے تم کو ان دونوں کے حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

دیکھو جو عاقل ہیں وہ دنیا میں نعمتیں کھاتے ہیں مگر غم نہیں کھاتے یعنی چونکہ قانع ہوتے ہیں اس لئے جو کچھ ان کو مل جاتا ہے بشرطیکہ اس میں مضرت نہ ہو۔ اس کو کھالیتے ہیں اور اشیاء مضرتہ کی حرص نہیں کرتے۔ اس طرح وہ نعمائے الہیہ سے متمتع ہوتے ہیں اور کوئی مضرت دینی ان کو لاحق نہیں ہوتی۔ برخلاف احمقوں کے کہ وہ حریص ہیں اور مضار دوم غیر مضر میں تمیز نہیں کرتے۔ اس لئے جو کچھ ملتا ہے کھالیتے ہیں اور اس طرح آخر وہ نعمتوں سے محروم ہو جاتے ہیں اور پیچھتاتے ہیں ان کو ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ کیونکہ جب ان کے گلے میں پھندا پڑنے والا تھا تو ان پر حرام تھا کہ وہ دانہ کھاتے۔ دیکھو عاقل جانور جال میں سے دانہ نہیں کھاتا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر وہ اس دانہ کو کھالے گا تو وہ اس کے حق میں زہر ہو جائے گا یعنی اس کی جان لے لے گا۔ ہاں جو جانور غافل ہوتا ہے وہ جال میں سے دانہ کھالیتا ہے جس طرح کہ دام دنیا میں سے عوام غذائیں کھاتے ہیں اور کچھ نہیں دیکھتے کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔

ہاں جو لوگ عاقل جانوروں کے مشابہ ہیں یعنی اہل اللہ انہوں نے اپنے کو دام دنیا سے دانہ کھانے کو بالکل روک لیا ہے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اس دام دنیا اور اس کی غذاؤں میں بہت سے زہر ملے ہوئے ہیں جو کہ حیات روحانی کو سلب کرنے والے ہیں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ نہایت ہی اندھے ہیں وہ جانور جو جال میں سے دانہ کھانا چاہیں کیونکہ وہ ذرا سی قوت کے لئے جان دینا گوارا کرتے ہیں۔ بس یہی حالت اہل دنیا کی ہے کہ وہ بھی لذات فانیہ دنیویہ کے لئے موت روحانیہ کو گوارا کرتے ہیں اور نعمائے آخریہ سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو جانا قبول کرتے ہیں ایک فرق تو جانوروں اور زیرک جانوروں کے درمیان یہ تھا کہ جو بیان کیا گیا کہ عاقل جانور محتاط ہوتے ہیں اور احمق بے احتیاط۔ اب دوسرا فرق سمجھو۔ شکاری جب شکار کرتا ہے تو اس کے جال میں جس طرح احمق جانور پھنستے ہیں یوں ہی کبھی کبھی احمق بقضائے الہی عاقل جانور بھی پھنستے جاتے ہیں۔ پس شکاری ان کے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہے کہ احمقوں کا تو سر کاٹا ہے اور عاقلوں کو اپنی مجلس میں لے جاتا ہے اور اپنی مجلس کو ان سے رونق دیتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ احمقوں کا تو گوشت کام آتا ہے اور عاقلوں کی آواز اور ان کا نالہ اور خوشی و غم مطلوب ہے جیسے بلبل مینا وغیرہ۔ یوں ہی حق سبحانہ بھی لوگوں کے ساتھ مختلف برتاؤ کرتے ہیں اور جو لوگ حماقت سے دنیا میں گرفتار ہوتے ہیں ان کو مقہور کرتے ہیں اور جو لوگ عقل معادر رکھتے ہیں اور حتی الامکان اس جال میں پھنسنے سے احتراز کرتے ہیں اور بائیں ہمہ کبھی بقضائے الہی اس میں پھنستے جاتے ہیں تو ان کے جرم کو معاف فرماتے ہیں اور ان کو اپنے تقرب سے سرفراز فرماتے ہیں۔

خیر یہ ارشاد ہی مضمون تو ختم ہوا۔ اب اصل قصہ سنو الغرض وہ لونڈی اس کام سے واپس آئی اور شکاف در سے جھانک کر دیکھا کہ خاتون گدھے کے نیچے مری پڑی ہے یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ ارے احمق بی بی یہ کیا حرکت تھی اگر استاد نے تجھے ایک صورت دکھائی تھی تو تو نے صرف اس کا ظاہر دیکھا تھا مگر اس کا راز تجھ سے مخفی تھا لیکن تو نے سمجھ لیا کہ بس یہی ہے اور کچھ نہیں۔ اور یہ سمجھ کر بدوں استاد بنے تو نے دوکان کھول لی۔ تو نے گدھے کے شہد

اور حلوے کی مانند خریدار ذکر کو تو دیکھا اس کد کو کیوں نہ دیکھا جس سے تیری جان بچی رہتی۔

معلوم ہوتا ہے کہ گدھے کے عشق میں تیری حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے کوئی استغراق میں ہو۔ اس لئے وہ کدو تیری نظر سے مخفی ہو گیا۔ افسوس کہ تو نے استاد کا ناخبری فعل دیکھ لیا اور خوش خوش استاد بن بیٹھی اس کا یہ نتیجہ ہوا۔

یہاں سے مولانا پھر مضمون ارشادی کی طرف انتقال فرماتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہت سے دھوکہ باز اور احمق لوگ ہیں جنہوں نے اہل اللہ کے طریق سے سوائے اونی لباس کے اور کچھ نہیں دیکھا اور بہت سے ایسے لوگ ہیں جو زراسافن سیکھ کر دلیر بن گئے ہیں اور اہل اللہ سے انہوں نے صرف باتیں بنانا اور دعویٰ کرنا سیکھا ہے اور کچھ نہیں سیکھا۔ یہ تو ان کی حالت ہے اس پر طریق ان کا یہ ہے کہ ہر ایک ہاتھ میں لاشیٰ لئے ہوئے موسیٰ ہونے کا مدعی ہے اور احمقوں پر منتر پھونکتا ہے اور کہتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں۔ خیر او جعل ساز وہ یہاں جو چاہو کر لو لیکن اس روز تمہیں حقیقت معلوم ہوگی جس روز امتحان کی کسوٹی تم سے بچوں کی سی سچائی کی طالب ہوگی اور کہے گی کہ تم اہل اللہ اور شیخ ہونے کے مدعی تھے اب تم دکھاؤ کہ تم میں ان کی سی سچائی کہاں ہے۔

ارے احمق کیوں فریب کرتے ہو جس قدر تم نے اہل اللہ سے حاصل کیا ہے وہ تو حاصل ہو ہی گیا جو رہ گیا ہے وہ بھی حاصل کر لو اور اصلی شیخ بن جاؤ تم حرص جاہ نہ کرو۔ کیونکہ جتنے حریص ہیں سب اندھے اور گونگے ہیں نہ ان کو حق دکھائی دیتا ہے اور نہ حق ان کی زبان سے نکلتا ہے۔ دیکھو اگر کل جاہ طلب کرو گے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ بھی نہ ملے گا کیونکہ حریص لوگ جو کہ بمنزلہ بکریوں کے گلہ کے ہیں شیاطین کا شکار ہیں جو کہ ان کے لئے بمنزلہ بھیڑیوں کے ہیں اور وہ شیاطین ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔ بس جبکہ وہ حریص کے سبب وہ خود ہی برباد ہو جاتے ہیں تو ان کو کیا حاصل ہو سکتا ہے لہذا ہمارا یہ کہنا صحیح ہے کہ جملہ حستی بازماندی از ہمہ۔ ارے تو نے اہل اللہ کے کلام کی صورت یعنی اس کے الفاظ سن لئے اور تو نقل بن گیا۔ حالانکہ تجھے طوطیوں کی طرح یہ بھی خبر نہیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

تمثیل تلقین شیخ مریداں را و پیغمبر امت را کہ ایشاں طاقت تلقین حق تعالیٰ ندارد دندو با حق الفت ندارد چنانکہ طوطی با صورت آدمی الفت ندارد کہ از و تلقین تواند گرفت حق تعالیٰ شیخ را چوں آئینہ پیش مرید ہمو طوطی دارد و از پس آئینہ تلقین میکند قولہ عز و جل لا تحرك به لسانک کل به ان هو الا وحی یوحی این است ابتدائے مسئلہ بے منتہا چنانکہ منقار جنبا نیدن طوطی اندرون آئینہ خیالش میخوانی بے اختیار و تصرف او ست عکس خواندن طوطی بیرونی کہ متعلم است نہ عکس آں معلم کہ پس آئینہ ست و لیکن خواندن طوطی بیرونی تصرف آں معلم ست پس ایں مثال آمد نہ مثل شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اس سے تلقین حاصل کر سکے اللہ تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ